Allama Iqbal Open University AIOU intermediate solved assignment Autumn 2024

Code 364 Urdu-II

Q.1

مندرجہ ذیل اقتباس کی سیاق و سباق کے تناظر میں تشریح کریں۔

جب اپنے ملی مفاد کی حفاظت اور اپنے ملی مقاصد کے فروغ کے لیے ہم نے وطن حاصل کر لیا ہے ہمارے لیے یہ لازم ہو جاتا ہے کہ ہم اس کے تحفظ اور اس کے فروغ کو تمام دیگر فرائض پر ترجیح دیں کیونکہ نہ صرف ہمارے اعمال حسنہ نہ صرف ہمارے مقاصد ملی بلکہ خود ہماری ہستی ہماری جانیں اور ہمارے جسم ہمارے گھر پر اور ہمارے مواقع اور ہمارے امکانات اس کی سلامتی سے وابستہ ہیں۔اگر ہمارا وطن قائم رہے گا تو ہمیں خدمت دین اور تعمیر ملت کے مواقع ملیں گے ہم اعلاے کلمة اللہ بھی کر سکیں گے اور حقوق انسانیت بھی ادا کر پائیں گے لیکن اگر خدانخواستہ وطن کو ضعف پہنچایا ملک پر آفت آئی تو نہ ہم بچے رہیں گے اور نہ ہماری مسلمانی اور حاکم بدہن ملک کا زوال ملت کا زوال بن جائے گا۔

Ans:

سیاق و سباق:

یہ اقتباس ایک قومی اور ملی ذمہ داری پر زور دینے والا ہے۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ وطن کی حفاظت اور ترقی کو ہماری زندگی کے تمام دیگر فرادی فرائض پر ترجیح دینی چاہیے، کیونکہ وطن کی سلامتی اور استحکام ہماری ذاتی زندگی اور قومی مقاصد کے لیے ضروری ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اگر ہمارا وطن قائم رہے گا تو ہمیں دین کی

studyllas.com

خدمت، ملت کی ترقی اور انسانی حقوق کے ادا کرنے کے مواقع ملیں گے۔ لیکن اگر وطن کو کوئی نقصان پہنچا، تو اس کا اثر ملت اور فرد کی ہستی پر بھی پڑے گا۔

تشریح:

یہ اقتباس اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہمارا وطن اور اس کی سلامتی ہماری تمام تر کوششوں اور مقصد کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ جب ہم نے اپنا وطن حاصل کیا ہے تو ہمیں اس کی حفاظت اور ترقی کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ وطن کی سلامتی ہمارے لیے نہ صرف ایک جغرافیائی تحفظ کی بات ہے بلکہ یہ ہماری دینی، قومی اور اجتماعی ذمہ داریوں کی تکمیل کا راستہ بھی ہے۔

اگر ہمارا وطن محفوظ اور مضبوط رہے گا، تو ہم اپنے دینی و دنیاوی مقاصد کو حاصل کر سکیں گے جیسے کہ انسانیت کی خدمت اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنا۔ اس کے ساتھ ہی اگر وطن کو کسی بھی قسم کا نقصان پہنچا، تو نہ صرف ہم اپنی ہستی کو بچا سکیں گے، بلکہ ہمارے مذہبی اور قومی مقاصد بھی متاثر ہوں گے۔ یہ پیغام ایک مضبوط قومی احساس اور وفاداری کا اظہار ہے، جس میں وطن کی حفاظت کو اولین ترجیح دی گئی ہے۔

Q.2

وہ درجہ زیل الفاظ پر اعراب لگائیں۔

صحت ربع اقطاع انحراف بحر

Ans:

1. صحت: صِحَّتٌ

studyvillas.com

2. رُبْعٌ: ربع

3. اَقْطَاعٌ: اقطاع

4. اِنْحِرَافٌ: انحراف

5. بَحْرٌ: بحر

انسان کائنات میں سب سے بھرا خواب پرست ہے وزیر اغا کے مضمون ہنسی مزا اور انسانی زندگی کے تناظر میں اس جملے کی وضاحت کریں۔

وزیر آغا کے مضمون "ہنسی مزا اور انسانی زندگی "میں یہ جملہ انسان کی فطرت اور اس کی خوابوں کی دنیا کو بیان کرتا ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی حقیقت سے بچنے کے لیے خوابوں میں محو رہتا ہے اور دنیا کی تکالیف سے فرار پانے کی کوشش کرتا ہے۔ انسان کا دل خواہشات اور آرزووں سے بھرا ہوتا ہے، اور یہ آرزوئیں اسے خوابوں کی دنیا میں لے جاتی ہیں، جہاں وہ اپنے آپ کو خوش، کامیاب، یا پریشانیوں سے آزاد دیکھتا ہے۔

اس جملے کا مفہوم یہ ہے کہ انسان ہمیشہ ایک ایسی دنیا کی خواہش کرتا ہے جو حقیقت میں موجود نہیں ہوتی، بلکہ وہ اپنی زندگی کے کسی نہ کسی پہلو میں خوشی اور سکون کے خواب دیکھتا رہتا ہے۔ یہ خواب حقیقت سے فرار کا ایک ذریعہ ہوتے ہیں، جہاں انسان اپنی تکالیف، غم، اور مشکلات سے بچنا چاہتا ہے۔ وزیر آغا اس بات کو بھی اجاگر کرتے ہیں کہ انسان کی یہ خواب پرستی اس کی زندگی کا حصہ ہے، اور اس کا جیوہ انسانی فطرت کا ایک لازمی پہلو ہے۔

ہنسی مزا اور انسانی زندگی "کے تناظر میں، وزیر آغا انسان کے خوابوں کو ایک نرگسی" نوعیت کی خواہش سمجھتے ہیں، جس میں انسان خود کو بہتر، خوشحال، اور کامیاب ،دیکھنے کی آرزو کرتا ہے، چاہے وہ حقیقت میں اس کے قریب بھی نہ ہو۔ اس طرح

انسان کا خوابوں میں غرق ہونا اس کی فطری کمزوری یا بے بسی کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

چراغ حسن حسرت کی پانچ کتابوں کے نام لکھیں۔

چراغ حسن حسرت کی پانچ مشہور کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

1. دلی کی ایک شام
2. یادیں
3. حسرت کی غزلیں
4. گزرے وقت کی باتیں
5. سوانح حسرت

یہ کتابیں ان کی شاعری، زندگی کے تجربات اور دلی یادوں پر مبنی ہیں۔

studyvillas.com

مثردہ اور چشم زدن کو اپنے جملوں میں استعمال کریں۔

1. مثردہ:

مثردہ طور پر، وہ ہمیشہ وقت پر آتا ہے، لیکن آج وہ دیر سے آیا ہے۔

2. چشم زدن:

چشم زدن میں وہ غائب ہو گیا اور ہم اسے دوبارہ نہیں دیکھ سکے۔

Q.3

الطاف فاطمہ کے افسانے نے کنڈیکٹر کا خلاصہ لکھیں۔

Ans:

الطاف فاطمہ کا افسانہ "کنڈیکٹر" ایک ایسی کہانی ہے جو انسانی نفسیات اور معاشرتی مسائل کو اجاگر کرتا ہے۔ اس افسانے کا مرکزی کردار ایک کنڈیکٹر ہے جو بس میں ٹکٹ چیک کرنے کا کام کرتا ہے۔ کہانی میں اس کنڈیکٹر کی زندگی کی جھلکیاں دکھائی گئی ہیں، جس میں اس کی پیشہ ورانہ زندگی کے ساتھ ساتھ اس کی ذاتی کشمکش اور جذبات بھی شامل ہیں۔

افسانے کی ابتدا اس کے روزمرہ کے معمولات سے ہوتی ہے، جہاں وہ بس میں سوار مسافروں سے ٹکٹ چیک کرتا ہے۔ اس دوران، اس کی ملاقات ایک خاتون مسافر سے ہوتی ہے جس سے اس کی گفتگو ہوتی ہے۔ وہ خاتون مسافر ایک ایسی زندگی گزار رہی ہوتی ہے جہاں وہ معاشرتی رکاوٹوں اور انفرادیت کے بحران کا سامنا کر رہی ہوتی ہے۔ افسانہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ کس طرح ایک معمولی سا ملازم بھی دوسروں کی زندگیوں میں مداخلت کر سکتا ہے اور ان کی مشکلات سے آگاہی حاصل کر سکتا ہے۔

کہانی میں کنڈیکٹر اور خاتون کے درمیان ہونے والی گفتگو انسان کی ذہنی کیفیت، سماجی رکاوٹوں اور فرد کی تلاش میں خود کو بہتر سمجھنے کی کوشش کو بیان کرتی ہے۔ افسانہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہر فرد کی زندگی میں کچھ نہ کچھ دکھ یا غم ہوتا ہے، جو اس کی روزمرہ کی روٹین اور رویوں پر اثرانداز ہوتا ہے۔

studyllas.com

کنڈیکٹر" میں الطاف فاطمہ نے انسانی تعلقات اور زندگی کی پیچیدگیوں کو" خوبصورتی سے پیش کیا ہے، اور اس کے ذریعے ایک عام سی صورت حال میں بھی گھرے انسانی جذبات اور جذباتی تعلقات کو اجاگر کیا ہے۔

Q.4

ایک وصیت کی تعمیل از مرزا فرحت اللہ بیگ کا توجہ سے مطالعہ کریں اور اس کے اہم نکات پر نوٹ لکھیں۔

Ans:

مرزا فرحت اللہ بیگ کا افسانہ "ایک وصیت کی تعمیل" ایک مختصر مگر گہرا افسانہ ہے جو انسان کی جبلت، اخلاقی اقدار اور زندگی کی حقیقتوں کو اجاگر کرتا ہے۔ اس افسانے میں ایک فرد کی وصیت اور اس کی تعمیل کے نتیجے میں انسان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو کھول کر دکھایا گیا ہے۔

اہم نکات:

1. وصیت کی اہمیت:

افسانہ میں ایک شخص کی موت کے بعد اس کی وصیت کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ وصیت ایک اہم دستاویز ہے جس میں فرد اپنی زندگی کے تجربات اور خواہشات کو اپنی موت کے بعد کے حالات میں منتقل کرتا ہے۔

2. اخلاقی اقدار:

studyvillas.com

افسانہ میں ایک اہم پیغام یہ دیا گیا ہے کہ وصیت میں دی گئی ہدایات کا نہ صرف احترام کرنا ضروری ہے بلکہ ان پر عمل کرنا انسان کی اخلاقی ذمہ داری ہے۔ وصیت کی تعمیل کے ذریعے فرد کی روح اور اس کے اخلاقی نظریات کو زندہ رکھا جاتا ہے۔

3. عزم و ہمت:

افسانہ میں وصیت کی تعمیل کرنے والے کردار کا عزم اور ہمت واضح طور پر نظر آتا ہے۔ وہ کسی بھی حالت میں وصیت پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے، چاہے اس میں ذاتی قربانیاں ہی کیوں نہ دینی پڑیں۔

4. انسانی نفسیات:

مرزا فرحت اللہ بیگ نے انسان کی نفسیات کو بڑی باریکی سے پیش کیا ہے، جہاں اس کی اندرونی کشمکش، خواہشات، اور اقدار کی پرکھ کی جاتی ہے۔ وصیت کی تعمیل کے ذریعے کردار کی ذہنی کیفیت اور اس کی ترجیحات کا کھل کر اظہار ہوتا ہے۔

5. زندگی کے اصل مقاصد:

افسانہ میں وصیت کی تعمیل کے ذریعے یہ پیغام بھی دیا گیا ہے کہ زندگی کے اصل مقاصد کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ہی انسان کی کامیابی ہے۔

6. مذہبی اور معاشرتی اقدار:

وصیت کی تعمیل نہ صرف فرد کے لئے اہم ہے بلکہ یہ معاشرتی اور مذہبی اقدار کے مطابق بھی ہوتی ہے۔ یہ افسانہ انسان کو اس بات کا شعور دلاتا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں کیسے عمل کرے تاکہ وہ اخلاقی اور مذہبی طور پر درست رہ سکے۔

نتیجہ:

"ایک وصیت کی تعمیل" میں مرزا فرحت اللہ بیگ نے انسان کی فطرت، اخلاقی ذمہ داریوں، اور زندگی کے مقصد کو سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ افسانہ میں وصیت کی تعمیل ایک علامت کے طور پر استعمال کی گئی ہے تاکہ انسان کی روحانی اور اخلاقی

studyvillas.com

ترقی کی اہمیت کو اجاگر کیا جا سکے۔ اس کے ذریعے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ انسان کو اپنی زندگی میں اعلیٰ اقدار کو اپنانا چاہیے اور جو کام وہ کرتا ہے، اس میں نیک نیتی اور سچائی ہونی چاہیے۔

Q.5

بدرجہ زیل اشعار کی تشریح کریں اور شاعر کا نام بھی لکھیں

قعر دریا میں بھی آ نکلے گی سورج کی کرن
مجھ کو آتا نہیں محروم میں تمنا ہونا
میں سو رہا تھا کسی یاد کے شبستان میں
جگا کے چھوڑ گئے قافلے سحر کے مجھے
یہ قربتوں میں عجب فاصلے پرے کے ہمیں
ہے آشنا کی طلب آشنا کے ہوتے ہوئے
جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

Ans;

یہ اشعار علامہ اقبال کے ہیں، اور ان کی شاعری میں انسان کی جدوجہد، فطرت کی حقیقتوں، خودی اور روحانیت کا گہرا پیغام ملتا ہے۔ ان اشعار کی تشریح مندرجہ ذیل ہے:

studyvillas.com

1. "قعر دریا میں بھی آ نکلے گی سورج کی کرن"

تشریح:

اس اشعار میں علامہ اقبال نے انسان کی قوت ارادی اور بلند عزم کو بیان کیا ہے۔ یہاں قعر دریا (دریا کے گہرے حصے) میں سورج کی کرن کے آ نکلنے سے مراد یہ ہے کہ کوئی بھی انتہائی مشکل یا تاریک صورتحال میں بھی انسان کی محنت اور عزم سے امید کی کرن ظاہر ہو سکتی ہے۔ اس میں یہ پیغام ہے کہ چاہے حالات کتنے بھی مشکل ہوں، اگر انسان کا عزم مضبوط ہو، تو وہ ہمیشہ اپنی راہ نکال سکتا ہے۔

2. "مجھ کو آتا نہیں محروم میں تمنا ہونا"

تشریح:

اس اشعار میں شاعر نے اپنی خودی اور عزم کی طاقت کو بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "محروم" (جو کسی چیز سے محروم ہو) میں تمنا ہونا، یعنی خواہشیں پیدا کرنا ان کے لیے ناممکن ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اپنی محنت سے سب کچھ حاصل کر چکا ہو، وہ کسی چیز کی کمی یا محرومی کا شکار نہیں ہوتا۔

3. "میں سو رہا تھا کسی یاد کے شبستان میں"

تشریح:

یہاں علامہ اقبال انسان کی جذباتی کیفیت کو بیان کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ کسی یاد یا خیال کی گہری کیفیت میں سو رہے تھے (یعنی اپنے ماضی یا کسی شخص کی یادوں میں غرق تھے)۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسان ماضی کی یادوں میں کھو کر زندگی کے اہم لمحوں سے غافل ہو جاتا ہے۔

4. "جگا کے چھوڑ گئے قافلے سحر کے مجھے"

تشریح:

اس اشعار میں شاعر کہتے ہیں کہ وہ سو رہے تھے جب اچانک صبح کے قافلے (یعنی وقت یا حالات کی تبدیلی) نے انہیں جگا دیا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ وقت کی رفتار اور

studyvillas.com

حالات میں تبدیلی کے ساتھ انسان کو بیدار ہو جانا چاہیے۔ یہ اشعار انسان کی بے خبری میں بیداری کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

5. "یہ قربتوں میں عجب فاصلے پڑے کے ہمیں"

تشریح:

اس اشعار میں علامہ اقبال انسان کے جذباتی فاصلے کی بات کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کبھی کبھی انسان اپنے قریب ترین لوگوں کے باوجود ایک عجیب فاصلے کا شکار ہوتا ہے، یعنی جسمانی قربت کے باوجود روحانی یا جذباتی دوری محسوس ہوتی ہے۔ یہ انسان کے اندرونی احساسات اور تعلقات کی پیچیدگی کو ظاہر کرتا ہے۔

6. "ہے آشنا کی طلب آشنا کے ہوتے ہوئے"

تشریح:

اس اشعار میں علامہ اقبال انسان کی داخلی کشمکش اور خواہشات کو بیان کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انسان جب اپنے آشنا (محبوب یا قریبی شخص) کے ساتھ ہوتا ہے، تو پھر بھی اس میں اس کی طلب ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا دل ہمیشہ کچھ اور چاہتا ہے، چاہے اس کے پاس جو کچھ ہو۔

7. "جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے"

تشریح:

یہاں علامہ اقبال نے عظمت کی بات کی ہے کہ جو شخص اپنے مقصد کے لیے جان دے دیتا ہے، وہ ہمیشہ عزت و احترام سے یاد کیا جاتا ہے۔ "مقتل "سے مراد وہ جگہ ہے جہاں انسان اپنی آخری جدوجہد کرتا ہے۔ اس اشعار میں یہ پیغام ہے کہ انسان کا کردار اور اس کی قربانی ہمیشہ یاد رکھی جاتی ہے، چاہے وہ جسمانی طور پر اس دنیا میں موجود نہ ہو۔

8. "یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں"

تشریح:

studyvillas.com

اس اشعار میں علامہ اقبال کہتے ہیں کہ انسان کی جسمانی زندگی عارضی ہے، اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اصل اہمیت انسان کی روح کی ہے، کیونکہ وہ ابدی ہوتی ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کی روح کی عظمت، اس کے عمل اور مقصد سے جڑی ہوتی ہے، نہ کہ اس کے جسمانی وجود سے۔

نتیجہ:

یہ اشعار علامہ اقبال کی فلسفیانہ اور روحانی سوچ کو ظاہر کرتے ہیں، جو انسان کی خودی، عزم، قربانی، اور روحانیت پر زور دیتے ہیں۔ ان کی شاعری ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ہم اپنی زندگی میں کس طرح عزم و ہمت کے ساتھ قدم بڑھا سکتے ہیں اور اپنی حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں۔

studyvillas.com